بجٹ میں عالمی بنک اور عالمی مالیاتی فنڈ کی چھاپ ہے۔

اپوزیشن اور ملک کا دانشور طبقہ یہ محسوس کر رہا ہے کہ ہندوستان کی معیشت پر آہستہ آہستہ غیر ممالک چھا رہے ہیں۔ بڑی بڑی ملٹی نیشنل کمپنیوں کو ہندوستان میں سرمایہ کاری کی دعوت دی جا رہی ہے۔ یہ کمپنیاں ہمارے آپ کے لئے تو کارخانے نہیں لگائیں گی۔ اور نہ پروجیکٹ چلائیں گی ظاہر ہے کہ یہ اس میں زیادہ سے زیادہ منافع اپنے لئے رکھیں گی۔ وقت آ رہا ہے۔ یہ غیر ملکی کمپنیاں ہمارے اقتصادی ڈھانچہ کو اپنی گرفت میں لیں گی کہ شاید صدیوں میں ہم ان کے چنگل سے آزاد نہ ہونگے

ریلوے بجٹ اور عام بجٹ کے نتیجہ میں مہنگائی بڑھے گی۔ اس میں کوئی دو رائے نہیں ہو سکتیں۔ اگر لوگوں کی آمدنی میں بھی ساتھ ساتھ اضافہ ہوتا تو یہ مہنگائی ناگوار نہ گذرتی۔ لیکن آمدنی تو اپنی جگہ ہے۔ اور مہنگائی آسمان کو چھو رہی ہے۔ اس صورت میں ایک عام اور شریف آدمی گذر بسر کیسے کرتا ہے۔ ہاں جن کے پاس نمبر دو کی آمدنی ہے۔ ان پر بجٹ کا کوئی اثر نہ ہوگا۔

سیاسی کھیل ختم

بھارتیہ جنتا پارٹی نے ایکتا یاترا کے نام پر جو پھوٹ ڈالو یاترا شروع کی تھی۔ وہ آخر کار ۲۶ر جنوری کو یوم جمہوریہ کے موقعہ پر سری نگر کے لال چوک میں ترنگا لہرانے کے ڈرامہ پر ختم ہوتی۔ پارٹی کے صدر مسٹر مرلی منوہر جوشی اور دیگر منتخب لیڈروں کو جموں سے ائر فورس کے ایک طیارہ میں سری نگر سے لایا گیا۔ اور وہاں لال چوک میں مسٹر جوشی نے جھنڈا لہرانے کے اپنے چیلنج کو پورا کر دکھایا۔ موقع محل یہ تھی۔ ایک طرف فوج اور پولیس کا زبردست پہرہ تھا۔ دوسری طرف فضا میں کشمیری جنگجوؤں کی گولیوں کی گونج تھی۔

ایکتا یاترا کے نام پر بھارتیہ جنتا پارٹی کے اس سیاسی ڈرامہ کا مقصد محض سستی سیاسی مقبولیت حاصل کرنا تھا۔ یہ مقبولیت حاصل ہوئی یا نہیں۔ اس کا فیصلہ تو مستقبل کرے گا۔ لیکن یہ ڈرامہ ٹائیں ٹائیں فش ہو گیا۔ تماشائیوں نے تالیاں نہیں بجائیں۔ اس ڈرامہ کو ناکام بنانے میں وزیر اعظم مسٹر نرسمہا راؤ کی ذہانت کام کر رہی تھی۔ بلاشبہ وزیر اعظم جیت گئے۔ اور بھارتیہ جنتا پارٹی ہار گئی تھی۔ مسٹر جوشی چاہتے تھے کہ حکومت انہیں سری نگر نہ جانے دے۔ جموں میں ہی انہیں اور ان کے

ساتھی یاتریوں کو گرفتار کرے۔ یا پھر یہ کہ وہ تمام یاتریوں سمیت سری نگر پہونچیں اور ہندوستانی رائے عامّہ کو یہ تاثر دیں کہ وہ حکومت کے تمام دعووں کے باوجود یہ کام کر سکتے ہیں۔ اور کشمیری جنگجوؤں کو چیلنج کر کے جھنڈا لہرا سکتے ہیں۔ یہ دونوں مقصد حکومت نے پورے نہ ہونے دیئے۔ ان کی یاترا ادھم پور سے آگے نہ بڑھ سکی۔ یہ اور بات ہے کہ راستے بند ہونے کا "حیلہ" کام آگیا۔ نہ ہی حکومت نے انہیں گرفتار کیا۔ بلکہ انہیں ایک خصوصی طیارہ میں بٹھا کر سری نگر لے جایا گیا۔ اور انہوں نے جھنڈا لہرانے کی رسم پوری کی۔

رام مندر کے مسئلہ کو لے کر مسٹر اڈوانی نے ایودھیا یاترا نکالی تھی۔ اس کے نتیجہ میں بھارتیہ جنتا پارٹی کو چناؤ میں زبردست کامیابی ملی تھی۔ اسی کامیابی سے حوصلہ پاکر پارٹی نے ایکتا یاترا کا منصوبہ بنایا۔ چونکہ پارٹی کی اعلیٰ لیڈر شپ میں یہ احساس پایا جاتا ہے کہ اتنا سب کچھ ہونے کے بعد بھی ان کی پارٹی کو ابھی قومی پیمانہ کی پارٹی نہیں سمجھا گیا۔ ادھر وندھیاچل تک اس کی حدود ختم ہو جاتی ہے۔ اور ادھر بہار کی سرحد سے آگے اس کا کوئی وجود نہیں کیونکہ ایسا کوئی کام کیا جائے۔ جس سے ملک گیر سطح پر ان کی پارٹی کو مان لیا جائے۔ یہی سوچ کر ایکتا یاترا شروع کی گئی تھی۔ لیکن دلچسپ بات یہ ہے کہ یہی یاترا پنجاب اور ہریانہ سے تیز رفتاری سے گذری۔ پنجاب میں ایک علاقہ میں اس پر حملہ بھی کیا گیا اس طرح صحیح معنیٰ میں پورے شمالی ہند سے بھی یہ نہیں گذر سکی۔ یوں کنیا کماری سے کشمیر تک کی سیر کرنا ایک آسان بات ہے ہزاروں اشخاص روزانہ یہ سیر کرتے ہیں۔

ایکتا اور قومی اتحاد کا راز۔ یاترا میں نہیں ہے۔ ذہنیت اور جذبات سے ہے۔ ہندوستانیوں میں بطور قوم جو جذباتی یکجہتی اور ہم آہنگی ہونی چاہیئے۔ اس تک بھارتیہ جنتا پارٹی کی رسائی نہیں ہے۔ اس پارٹی کے نزدیک مسلمان، سکھ اور عیسائی "سیاسی اچھوت" ہیں اور ہریجن ویسے ہی اس پارٹی سے دور رہیں۔ نہ وہ اس میں بڑے پیمانہ پر آسکتے ہیں۔ اور نہ بھاجپا۔ جو دراصل سورن ہندوؤں اور سرمایہ داروں کی پارٹی ہے۔ اسے اپنے سینہ سے لگا سکتے ہیں۔ جس پارٹی کا یہ حال ہو وہ ملک میں قومی اتحاد کیسے لا سکتی ہے۔ اور جذباتی یکجہتی کیسے پیدا کر سکتی ہے ہاں وہ فرقوں کے درمیان دیواریں ضرور کھڑی کر سکتی ہے۔